OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN: 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:1, Issue: 1, July -Dec 2022 PP: 31--40

آئین پاکستان میں سربراہ مملکت کی معزولی کا اسلامی سیاست کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

An analysis of the research on the removal of the head of state in Pakistan's constitution in the context of Islamic politics

Published: 31-12-2022
Accepted: 15-12-2022
Received: 31-08-2022

Dr. Nazakat Ali
Islamic Scholar, Elementary and Secondary Education Department, Khyber Pakhtunkhwa
Email: alinazakat192@gmail.com

Dr. Naseem Ullah
Lecturer, Department of Islamic Studies, Government Degree College Daggar Buner
Email: naseemu22@gmail.com

Dr. Muhammad Israr Khan
Lecturer, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swabi
Email: israrhasher295@gmail.com

Abstract

The government and the ruler have an important role in establishing Islamic Scholar, ESED KPK justice and peace and order in a country. If the ruler (head) of the country is honest, trustworthy and just, then surely his government and country policies should include the establishment of justice and the prevention of oppression. And if the running of the country goes into the hands of a cruel, corrupt and dishonest person, then the life of the people becomes haram. That is why it is necessary to have a constitution to run the government system. In which the ruler of the country is bound by various laws in running the government so that the ruler does not violate the people's rights through oppression and abuse in the drunkenness of the government. It is done in different countries of the world in different ways. At the moment, the world's famous government system is democracy, which can be divided into two types. Parliamentary democracy and presidential democracy. In Pakistan, the parliamentary democratic system is prevalent, according to which all kinds of powers are with the Prime Minister. However, the President will have the right to preside over the National Assembly. It is as if the Prime Minister will be the head of the state of Pakistan. The person who gets a two-thirds majority in the National Assembly can become the Prime Minister. The Constitution of Pakistan also deals with the President and the Prime Minister. There are also guidelines for impeachment. Now it is a matter of research that to what extent the laws of impeachment of the head of state i.e. President or Prime Minister in the Constitution of Pakistan are in accordance with Islamic

CC BY

politics and teachings, or how to adapt them to the political principles of Islam.

***Keywords**: Islam, removal of the head of state, Pakistan's constitution, Islamic politics.*

تمہید

کسی ملک میں عدل و انصاف اور امن و امان کے قیام میں حکومت اور حکمران کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ملک کا حکمران (سربراہ) اگر صادق و امین اور عادل ہو تو یقینا اس کی حکومتی و ملکی پالیسیاں قیام عدل و دفع ظلم پر مشتمل ہوں گی۔ اور اگر ملک کی بھاگ دوڑ کسی ظالم، کرپٹ اور بد دیانت شخص کے ہاتھ میں چلی جائے تو پھر عوام الناس کا جینا حرام ہو جاتا ہے۔ اسی لیے نظام حکومت کو چلانے کے لیے ایک دستور و آئین کا ہونا ناگزیر ہوتا ہے۔ جس میں ملک کے حکمران کو حکومت چلانے میں مختلف قوانین کا پابند کیا جاتا ہے تاکہ حکمران حکومت کے نشے میں عوامی حقوق کو بذریعہ ظلم و زیادتی کے پامال نہ کرے۔ اگر بالفرض حکمران اس آئین و دستور کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کو معزول کر دیا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اس کے مختلف طریقے ہیں۔ اس وقت دنیا کا مشہور نظام حکومت جمہوریت ہے، جس کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پارلیمانی نظام جمہوریت اور صدارتی نظام جمہوریت۔ پاکستان میں پارلیمانی جمہوری نظام رائج ہے، جس کے مطابق تمام قسم کے اختیارات وزیر اعظم کے پاس ہوتے ہیں، البتہ صدر کو قومی اسمبلی تحویل کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ گویا مملکت پاکستان کا سربراہ وزیر اعظم ہو گا۔ قومی اسمبلی میں جس کو دو تہائی اکثریت حاصل ہو گی، وہی شخص وزیر اعظم بن سکتا ہے۔ آئین پاکستان میں بھی صدر اور وزیر اعظم کے بارے میں بھی معزولی کی ہدایات موجود ہیں۔ اب یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آئین پاکستان میں سربراہ مملکت یعنی صدر یا وزیر اعظم کی معزولی کے قوانین کس حد تک اسلامی سیاست و تعلیمات کے مطابق ہیں، یا ان کو کیسے اسلام کے سیاسی اصولوں کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے؟

اسلامی سیاست و نظام حکومت پر تحقیقی کتب:

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ہدایات اور احکامات فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی نظام حکومت کے قوانین اور احکامات پر مختلف ادوار میں تحقیق کا کیا گیا ہے۔

علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی کی سب سے مشہور و معروف کتاب ”الأحکام السلطانیہ“ ہے۔ جس میں تقریبا تمام اسلامی حکومتی احکامات مثلا امام کی تقرری، وزراء کی تقرری، اور وہ امور جو ارباب حل و عقد کے لیے ضروری ہیں وغیرہ کا احاطہ کیا گیا ہے۔

الأحکام السلطانیہ للفراء، القاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفی: 485ھ) کی تصنیف ہے، اس میں اسلامی سیاست، طرز حکمرانی اور اس کے متعلقہ احکامات کو بیان کیا گیا ہے۔ متفرق طور پر مختلف کتب فقہ میں اسلام کے نظام حکومت پر کام موجود ہے۔ ماضی قریب میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی انگریزی زبان میں بہت مشہور و معروف کتاب

”The Prophet's Establishing , A State And His Succession“ ہے جس کا پروفیسر خالد پرویز نے اردو زبان میں ”محمد الرسول اللہ کی حکمرانی و جانشینی“ کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر حمید اللہ نے اسلامی ریاست اور اسلامی دستور اور اس کی دفعات پر مدلل اور پر مغز گفتگو کی ہے۔ لیکن اس میں پاکستان کے آئین کے متعلق احکامات کا جائزہ نہیں لیا گیا۔

مولانا حامد الانصاری غازی کی کتاب ”اسلام کا نظام حکومت“ ہے جس میں اسلام کے نظام حکومت کے تمام شعبوں، اس کے نظریہ سیادت و سیاست کے تمام گوشوں، ریاست و مملکت کے متعلقہ احکامات کو عصر حاضر کے تقاضوں کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بھی پاکستان کے دستور پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کی کتاب ”اسلامی ریاست“ ہے جس میں اسلامی ریاست کے فلسفہ اور اصول حکمرانی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں بھی آئین پاکستان میں صدر یا وزیر اعظم کی معزولی کے متعلق احکامات کا تجزیہ و جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی "اسلام اور سیاسی نظریات" ایک اہم کتاب ہے، جو دراصل مولانا کی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ اسلامی سیاست کے متعلق مولانا کے دروس و تقاریر ہیں جن کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس میں قدیم و جدید سیاسی نظریات اور نظاموں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، اور اسلامی سیاست کے اصولوں کی مدلل توضیح و تشریح کے ساتھ ساتھ ان کے عملی نفاذ کے طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے۔ البتہ اس میں بھی پاکستان کے آئین میں معزولی کے احکامات کا جائزہ و تبصرہ نہیں ہے۔

آئین پاکستان میں صدر اور وزیر اعظم کی معزولی:

پاکستان کے دستور اور آئین میں صدر اور وزیر اعظم کی معزولی کے قوانین تقریباً ایک جیسے ہی ہیں۔ اس کے متعلقہ قوانین کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ صدر اور وزیر اعظم اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے معزول ہو سکتے ہیں۔ پاکستان کے دستور کے مطابق صدر اور وزیر اعظم دونوں کو ایک مقررہ مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور مقررہ مدت کے گزرنے کے بعد صدر یا وزیر اعظم خود بخود معزول ہو جائے گا اور نیا صدر یا وزیر اعظم منتخب کیا جائے گا۔ یعنی صدر یا وزیر اعظم استعفیٰ دینے اور مقررہ مدت کے گزرنے کے ساتھ اپنے عہدے سے معزول ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے آئین میں لکھا ہے کہ

"دستور کے تابع، صدر اس دن سے جس دن وہ اپنا عہدہ سنبھالے گا، پانچ سال کی مدت تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔ صدر قومی اسمبلی کے سپیکر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکے گا۔"[1]

"وزیر اعظم، صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے سکے گا۔"[2]

صدر یا وزیر اعظم کا خود مستعفی ہونا شرعی اعتبار سے درست معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حکومت کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے جو ملک کے سربراہ کو سونپی جاتی ہے۔ جیسے وکیل کو ایک کام اور ذمہ داری سونپی جاتی ہے، گویا سربراہ حکومت قوم کا وکیل ہوتا ہے۔ تو جیسے وکیل بذریعہ استعفیٰ اس کام اور ذمہ داری سے بری کر سکتا ہے اسی طرح سربراہ حکومت بھی بذریعہ استعفیٰ حکومت سے اپنے آپ کو معزول کر سکتا ہے۔ چنانچہ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں امام یعنی حکمران قوم کا وکیل اور اس کی طرف سے نائب ہوتا ہے، اور اس پر سب متفق ہیں کہ وکیل، حکمران اور ہر وہ آدمی جس کو دوسرے کی طرف سے کوئی کام سونپا گیا ہو کے لیے جائز ہے کہ اپنے آپ کو اس کا سے معزول کر لے۔ اسی طرح امام یعنی حکمران اپنے آپ کو معزول کر سکتا ہے۔[3]

لہٰذا آئین پاکستان کے مطابق صدر یا وزیر اعظم کا اپنے زیر دستخطی خود بذریعہ استعفیٰ وزارت عظمیٰ یا صدارت سے معزول کرنا شرعاً درست ہے۔

پاکستان کے دستور کے مطابق وزیر اعظم کا پارلیمنٹ کا رکن ہونا ضروری ہے، اور پارلیمنٹ میں وزراء کی کابینہ کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے قومی اسمبلی کی میعاد بھی پانچ سال مقرر کی گئی ہے۔ یعنی اسمبلی کے بننے کے پانچ سال پورے کرنے پر اسمبلی ٹوٹ جائے گی اور تمام وزراء کی طرح وزیر اعظم بھی معزول ہو جائے گا۔ چانچہ آئین پاکستان میں لکھا ہے کہ

"قومی اسمبلی تاوقتیکہ قبل از وقت توڑ نہ دی جائے، اپنے پہلے اجلاس کے دن سے پانچ سال کی میعاد تک برقرار رہے گی اور اپنی میعاد کے اختتام پر ٹوٹ جائے گی۔"[4]

صدر اور وزیر اعظم کے مقررہ مدت کے گزرنے کے بعد معزولی کے بارے میں اسلامی احکامات:

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے، لیکن قرآن وسنت میں زندگی کے ہر شعبے کی تمام جزئیات کو تو تفصیلاً بیان نہیں کیا گیا البتہ قرآن و سنت میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ایسے اصول بیان کر دیے ہیں جن کی روشنی میں باقی مسائل اور جزئیات کو اخذ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ

اسلام میں سیاست کے متعلق بھی اس کے تمام جزئیات کا تفصیلا تو احاطہ نہیں کیا گیا، البتہ کچھ ایسے اصول فراہم کردیے ہیں جن کی روشنی باقی جزئیات کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔ سیاسی نظام کے متعلق بھی اسلام کا رویہ بہت لچک دار رہا ہے۔ اسی وجہ سے سیاسی نظام کے بہت سے مسائل کو زمانے کے اہل حل وعقد اور اہل بصیرت پر چھوڑا ہے۔ تاکہ اہل حل وعقد واہل بصیرت حالات وواقعات کے مطابق ان کا حل نکال لیں۔ چنانچہ زیر بحث مسئلہ یعنی یعنی مسلمانوں کے سربراہ مملکت (صدر یا وزیر اعظم) کا ایک مقررہ مدت کے بعد معزول ہو جانا بھی ایک ایسا جزوی مسئلہ جس کی صراحت قرآن وسنت میں نہیں ملتی ہے۔ بلکہ اسلامی تاریخ میں بھی ایسی کوئی مثال نہیں ملتی ہے کہ مسلمانوں کے خلیفہ کو ایک متعین مدت کے لیے منتخب کیا گیا ہو اور اس مدت متعینہ کے گزرنے کے بعد خلیفہ معزول ہو گیا ہو۔ قرآن وسنت میں خلیفہ کے انتخاب کے طریقہ کار کو تو بیان کیا گیا ہے لیکن خلیفہ کے لیے میں مدت متعین کرنے کے بارے میں صریح حکم نہیں ہے۔

خلیفہ یا سربراہ مملکت کے لیے ایک مقررہ مدت متعین کرنا قرآن وسنت کے کسی حکم کے خلاف بھی نہیں ہے۔ قرآن وسنت میں جب اس کے مخالف کوئی حکم نہیں ملتا تو یہ مباحات کے قبیل سے ہو گا۔ اور اس کے جائز ہونے میں کوئی قباحت بھی معلوم نہیں ہوتی ہے۔ مباح امور کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ایک ضابطہ بیان کر دیا کہ

"إن الله عز وجل فرض فرائض فلا تضيعوها ، وحرم حرمات فلا تنتهكوها...الخ"[5]

اللہ تعالیٰ نے فرائض کو فرض قرار دیا ان کو ضائع (ترک) نہ کرو اور بعض چیزوں سے منع کیا ہے تو ان کے قریب بھی نہ جاؤ، اور حدود کو مقرر (بیان) کر دیا ہے ان حدود سے تجاوز نہ کرو، اور بعض چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے بغیر بھولنے کے، پس تم ان چیزوں کے مباح ہونے میں بحث نہ کرو۔

چنانچہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مشہور ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ چیزوں میں اصل اباحت اور جواز ہے۔[6]

ایسی دوسری روایات کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ نہ ایک ضابطہ نقل کیا کہ اشیاء میں اصلا اباحت ہوتی ہے حتی کہ اس پر حرمت کی دلیل قائم نہ ہو جائے۔[7]

سربراہ حکومت کے لیے مدت متعین کرنا انتظامی معاملات میں سے ہے، اور اس کی مدت متعین کرنا مباح ہے، تو پھر ایسا کرنا شرعا جائز ہو گا۔ کیونکہ کہ مباحات میں اصل جواز ہوتا ہے۔ دوسرا اس وجہ سے بھی کہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے عبادات کے قبیل سے نہیں ہے۔ اس کے بارے میں شارع نے سکوت فرمایا ہے تو اس وجہ سے بھی یہ جائز ہے۔

ثانیا: سربراہ حکومت کے لیے مدت کا متعین کرنا اس وقت دنیا کا ایک عرف بن چکا ہے۔ تقریبا اکثر مسلم وغیر مسلم ممالک میں سربراہ مملکت کو ایک متعین مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور مقررہ مدت کے بعد وہ معزول ہو جاتا ہے، تو عرف ہونے کی وجہ سے بھی یہ جائز ہو گا کیونکہ یہ غیر منصوص مسئلہ ہے اور غیر منصوص مسائل میں عرف کا اعتبار کیا گیا ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ عرف کا شریعت مطہرہ میں اعتبار کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات کئی امور کے فیصلوں کا انحصار اسی پر ہوتا ہے۔[8]

چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں کہ عادت ایک محکم اور فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔[9]

لیکن عرف وعادت کا اعتبار اس وقت ہو گا جب یہ نصوص قطعیہ اور اجماع کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ الأشباہ والنظائر لابن نجیم میں ہے۔ منصوص مسائل میں عرف غیر معتبر ہے۔[10]

سربراہ مملکت کا متعینہ مدت کے بعد معزول ہونے کے بارے میں نہ تو نص وارد ہوئی ہے اور نہ اس پر کوئی اجماع وغیرہ منعقد ہوا ہے، اور نہ یہ شریعت کے کسی حکم کے خلاف ہے۔ اور موجودہ سیاسی نظاموں کا عرف بھی بن چکا ہے۔ لھذا اس کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ثالثا: شریعت اسلامیہ فساد اور خرابی کے ذرائع کا انسداد کرتی ہے، اور ہر اس راستے کو ممکنہ طور پر بند کرتی ہے جو فتنے اور فساد کا

ذریعہ وسبب بنے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ شارع فسادات تک پہنچانے والے ہر طریق کو ممکنہ حد تک بند کرتا ہے۔[11]

چنانچہ بسا اوقات جائز کام بھی فتنے فساد اور ناجائز کام کا ذریعہ اور سبب بننے کی وجہ سے ناجائز اور قابل ترک ہو جاتا ہے۔ ابن قیمؒ نے اس کی کئی مثالیں بھی نقل کی ہیں۔ بہر حال موجودہ فتنے اور فساد اور اخلاقی اور دینی اقدار کے انحطاط کے دور میں اگر سربراہ مملکت کی معزولی کے بارے میں اگر مدت متعین کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو اس سے مطلق العنانیت، آمریت اور دیگر کئی مفسدات کے دروازہ کھلنے کا شدید خطرہ بھی ہے۔ اس لیے کہ حب جاہ اور حب مال جیسی مہلک وخطرناک بیماریاں عام ہیں۔ اس لیے مطلق العنانیت اور آمریت جیسے ظالمانہ سیاسی نظاموں کا راستہ بند کرنے کے لیے سربراہ مملکت کے لیے متعین مدت مقرر کرنا جائز ہونا چاہیے۔

آئین پاکستان میں صدر اور وزیر اعظم کی معزولی کے لیے دوسرا قانون:

پاکستان کے آئین و دستور کے مطابق اگر صدر یا وزیر اعظم کے خلاف دو تہائی اراکین پارلیمنٹ عدم اعتماد کی قرار داد پاس کردیں تو صدر یا وزیر اعظم اپنے عہدے سے معزول ہو جائے گا۔ جس کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ کم از کم پارلیمنٹ کے نصف اراکین صدر کے کسی غیر آئینی اقدام یا جرم یا اس کے خلاف الزامات یا عدم اعتماد کا تحریری نوٹس قومی اسمبلی کے سپیکر یا سینٹ کے چیئرمین کے پاس جمع کرائے، سپیکر اس تحریری نوٹس کی ایک نقل صدر کو پہنچائے گا۔ اور پھر سپیکر ایک ہفتے کے بعد اور چودہ دنوں کے اندر اندر دونوں ایوانوں کا اجلاس بلائے گا۔ اس اجلاس میں صدر اپنی صفائی پیش کرسکتا ہے۔ اب اس اجلاس میں اراکین پارلیمنٹ کے دو تہائی اراکین صدر کے مجرم یا نااہل ہونے کی قرار داد منظور کرلیں تو صدر اس قرار داد کے منظور ہوتے ہی عہدے سے معزول ہو جائے گا۔ چنانچہ پاکستان کے دستور میں لکھا ہے کہ اگر غور وحوض اور تفتیش کے بعد پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے کل اراکین میں سے کم از کم دو تہائی ووٹوں کے ذریعے صدر کی نا اہل ہونے، یا دستور کی خلاف ورزی یا کسی جرم کی مرتکب ہے، کی قرار منظور کرلی جائے تو صدر فوراً صدارت سے معزول ہوگا اور عہدہ چھوڑ دے گا۔[12]

اسی طرح وزیر اعظم کے خلاف بھی اگر پارلیمنٹ کی اکثریت عدم اعتماد کی قرار داد پاس کرلیتی ہے تو وزیر اعظم معزول ہو جائے گا۔ چنانچہ آئین پاکستان میں وزیر اعظم کی معزولی کے بارے میں لکھا ہے کہ وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی قرار جسے قومی اسمبلی کے کل اراکین میں سے کم از کم بیس فیصد اراکین نے پیش کیا ہو، کو قومی اسمبلی کی اکثریت سے منظور کرلے تو وزیر اعظم وزارت عظمی سے معزول ہو جائے گا۔[13]

قرار داد عدم اعتماد کی شرعی حیثیت:

پاکستان کے علاوہ بھی دوسرے جمہوری ممالک کے آئینوں کے مطابق اگر صدر یا وزیر اعظم کے خلاف پارلیمنٹ کیا کثریت عدم اعتماد کی قرار داد منظور کرلے تو صدر یا وزیر اعظم معزول ہو جاتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدر یا وزیر اعظم کا جرم ثابت کرنا ضروری نہیں ہے۔ صرف عدم اعتماد کی قرار داد کے منظور ہونے سے ہی صدر یا وزیر اعظم معزول ہو جاتا ہے، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فیصلہ اکثریت کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ گویا صدر یا وزیر اعظم حقیقت میں مجرم ہے یا نہیں اکثریت نے ان کے خلاف عدم اعتماد کی قرار داد منظور کرلی تو یہ معزول ہو جائیں گے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اسلام میں اکثریت کی بجائے قوت دلیل پر فیصلہ کرنے کا حکم ہے۔ یعنی شریعت اسلامیہ میں قوت دلیل کا اعتبار ہے نہ کہ اکثریت کا۔ صرف اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کے بارے میں قرآن کریم میں واضح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ"[14]

اگر تم زمین میں رہنے والوں کی اکثریت کے پیچھے چلوگے تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے، وہ تو بس گمان کی پیروی

کرتے ہیں، اور وہ تو بس اندازوں کے تیر چلاتے ہیں۔

لیکن یہ حکم ان امور و معاملات کے بارے میں ہے جن کے بارے میں شریعت میں واضح کوئی حکم موجود ہے۔ اور ایسے امور معاملات جن کو شریعت نے مباح قرار دیا ہے، ان میں اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کو معتبر مانا گیا ہے۔ جیسا کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لیے چھ افراد کی کمیٹی تشکیل دی تھی اور ان سے فرمایا تھا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو پھر اگر دو آدمی ایک طرف اور دو ایک طرف ہوں (یعنی دونوں طرف رائیں برابر ہوں) تو دوبارہ مشورہ کرو، اور اگر چار ایک طرف اور دو ایک طرف ہوں تو اکثریت والے فریق کے مطابق عمل کرو۔[15]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کا حکم فرمایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ مباح امور میں اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنا درست ہے۔ قرارداد عدم اعتماد کی منظوری سے صدر یا وزیر اعظم کا معزول ہونا بھی ایک مباح امر ہے۔ اس اعتبار سے صدر یا وزیر اعظم کو قرار عدم اعتماد کی منظوری کے ساتھ معزول کرنا درست اور جائز ہوگا۔

قرار عدم اعتماد کی منظوری سے صدر یا وزیر اعظم کا معزول ہونا اس وجہ سے بھی جائز ہوگا کہ قرارداد عدم اعتماد اکثر اراکین پارلیمنٹ کی ناپسندیدگی ہی کی وجہ سے پاس ہوگی۔ اور ایسا شخص جس کو اکثریت ناپسند کرتی ہو کا صدر یا وزیر اعظم بنا رہنا بھی درست نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں حضور سرور کائنات فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

”رجل أم قوما و هم له كارهون...الخ“[16]

ایک وہ آدمی جو قوم کی امامت کرے اور قوم اسے ناپسند کرتی ہو، دوسرا وہ غلام جو اپنے آقا سے جب بھاگ جائے جب تک کہ اپنے آقا کے پاس لوٹ نہ آئے، اور تیسرا وہ عورت جو اپنے شوہر کو ناراض نافرمانی کر کے رات گزارے۔

اس حدیث میں نماز کی امامت کا ذکر ہے لیکن امامت کبریٰ یعنی ملک و حکومت کی سربراہی کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال قرارداد عدم اعتماد کی منظوری سے صدر یا وزیر اعظم کو معزول کرنا جائز ہے، البتہ اگر پارلیمنٹ میں قرار داد عدم اعتماد کے ساتھ ساتھ اگر صدر یا وزیر اعظم کے جرم کو بھی ثابت کرنا بھی ضروری قرار دیا جائے تو زیادہ مستحسن ہوگا، کیونکہ اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ صدر یا وزیر اعظم کی معزولی کی وجہ کیا ہے۔

آئین پاکستان میں آرٹیکل 62 اور 63 کی رو سے معزولی:

پاکستان کے آئین میں سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر اعظم کے لیے وزارت عظمیٰ پر بحال رہنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھا کردار رکھتا ہو اور اسلامی تعلیمات سے واقفیت کے ساتھ ساتھ ان پر عمل پیرا بھی ہو اور کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ چنانچہ آئین پاکستان کے آرٹیکل باسٹھ میں قومی اسمبلی کے ممبر کی پارلیمنٹ سے معزولی کی وجوہات کو بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ وزیر اعظم کے لیے بھی قومی اسمبلی کا رکن ہونا ضروری ہے اس لیے یہ تمام وجوہات وزیر اعظم کے لیے بھی ہوں گی۔ دیگر انتظامی وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ قومی اسمبلی کا رکن اچھے کردودر کا حامل نہ ہو اور اسلامی احکامات کے ترک کرنے میں مشہور ہو۔ اسلامی احکامات کی تعلیم سے بہرا ورنہ ہو ،اسلام کے فرائض ادا نہ کرتا ہو اور گناہ کبیرہ سے بچتا نہ ہو اور فاسق ہو۔ ایماندار اور امین نہ ہو تو ان وجوہات کی بناء پر وہ معزول ہو جائے گا۔[17]

اسی طرح پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 63 میں رکن پارلیمنٹ کے نااہل ہونے کی وجوہات میں ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ مطابق سزا یافتہ نہ ہو، یعنی کسی بھی برائی کے جرم میں ملوث ہونے پر اسے کم از کم 2 سال کی قید ہوئی ہو، اور پانچ سال کی مدت نہ گزری ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک شق یہ بھی ہے کہ اسے کسی بھی عہدے یا کام سے کسی خیانت یا غلط روی کی وجہ سے ہٹایا گیا ہو۔[18]

آئین پاکستان کے ان دو آرٹیکلز سے واضح ہوتا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم کے لیے نیک، ایماندار اور سچا ہونا ضروری ہے، وگرنہ وہ

اس عہدے سے معزول ہو جائیں گے۔

اسلامی سیاست کی رو سے جائزہ:

آئین پاکستان کے مطابق صدر و وزیر اعظم کا صادق اور امین ہونا ضروری ہے۔ شرعی اصطلاح میں عادل اور صالح ہونا ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ بھی مسلمانوں کے خلیفہ (سربراہ مملکت) کے لیے ان اوصاف کو لازم قرار دیتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان اوصاف کا حامل نہیں ہے تو وہ خلیفہ یعنی سربراہ مملکت بننے کا اہل نہیں ہوگا۔ چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک قاضی اور سربراہ حکومت دونوں کے لیے عدالت شرط ہے۔ فاسق نہ تو قاضی بن سکتا ہے اور نہ ہی حکمران۔[19]

قاضی ابو یعلیٰ الفراء لکھتے ہیں کہ جیسے قاضی کے لیے علم و عدالت کے اوصاف ضروری ہیں وہی حکمران کے لیے ہونے بھی ضروری ہیں۔[20]

کسی آدمی کے عادل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نیکیاں اس کی سیئات پر غالب ہوں۔[21]

جبکہ قاضی کی عدالت یہ ہے کہ انصاف اور حق کا فیصلہ کرے اور سربراہ حکومت کی عدالت یہ ہے کہ وہ ظلم کے بجائے عدل و انصاف سے کام لے۔[22]

اسی طرح اسلامی احکامات کی رو سے بھی خلیفہ (سربراہ مملکت) بننے کے بعد اگر ان میں سے کسی برائی کا مرتکب ہوا یعنی فسق و فجور، ظلم اور برائیوں میں ملوث ہوا تو اسے پرامن طریقے معزول کیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ خلیفہ یعنی سربراہ حکومت کو اس کے فسق و فجور کی وجہ سے معزول کیا جائے۔[23]

اسلام کے ان احکامات کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 میں صادق اور امین کی شرائط رکھی گئیں ہیں وہ عین اسلامی احکامات کے مطابق ہیں۔

اور اگر اسے پرامن طریقے سے معزول نہ کیا جاسکتا ہو۔ بڑے فتنہ و فساد اور خون خرابے اور مسلمانوں میں خانہ جنگی کا خطرہ ہو تو پھر صبر سے کام لینا چاہیے اور سمع و اطاعت کو اختیار کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"من رأى من أميره شيئا فكرهه فليصبر...الخ"[24]

جو اپنے امیر (سربراہ حکومت) میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے، تو اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے، اس لیے کہ جو مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا، اور وہ مر گیا، تو جاہلیت کی موت مرا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، اور وہ تم سے محبت کریں، تم انہیں دعا دو وہ تمہیں دعا دیں، اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت بھیجو، وہ تم پر لعنت بھیجیں، صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم انہیں اس وقت اٹھا نہ پھینکیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں، نہیں! جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں۔ اچھی طرح سن لو جس شخص پر کوئی حکمران بنا ہو،

"فرآه يأتي شيئا من معصية الله، فليكره ما يأتي من معصية الله، ولا ينزعن يدا من طاعة"[25]

پھر وہ اس کو کسی معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے تو جس معصیت کا وہ ارتکاب کر رہا ہے، اسے برا سمجھے، لیکن اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ظالم حکمران کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ اگر فتنہ و فساد کے بغیر ان کو معزول کرنا ممکن ہو تو

اسے معزول کرنا واجب ہے، وگرنہ صبر کرنا واجب ہے۔[26]

آئین پاکستان کے مطابق وزیر اعظم یا صدر فسق و فجور میں مبتلا ہونے پر نااہل تصور کیا جائے گا اور اسے اس عہدے سے برطرف یعنی معزول کر دیا جائے گا۔ یہ اسلامی احکامات کے عین مطابق ہے۔ اس کے علاوہ آرٹیکل 62 اور 63 کی باقی شقیں بھی انتظامی امور ہونے کی وجہ سے اسلامی احکامات کے مخالف نہیں ہیں۔

آرٹیکل 62 کی ایک شق کے مطابق پارلیمنٹ کے رکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر علم رکھتا ہو وگرنہ وہ اہل تصور نہ ہوگا۔ اسلامی سیاست کے تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خلیفہ (سربراہ مملکت) کے لیے علم ضروری ہے۔ چنانچہ علامہ ماوردیؒ لکھتے ہیں کہ:

''العلم المؤدي إلى الاجتهاد في النوازل والأحكام''[27]

خلیفہ ایسا عالم ہو جو عام ہدایات یا غیر معمولی واقعات کے وقت اجتہاد کر سکے۔

متاخرین علماء کے نزدیک حاکم کے لیے اتنا اسلامی علم ضروری ہے تاکہ وہ اسلامی طریقہ پر حکومت کر سکے۔ اسلامی ریاست کا مقاصد میں اقامت دین شامل ہے، اب جو شخص بقدر ضرورت بھی دین کا علم نہیں رکھتا تو وہ اس کو قائم کیسے کرے گا۔ اس لیے سربراہ مملکت کے لیے دینی علوم و تعلیمات سے واقفیت ضروری ہے۔ پاکستان کے آرٹیکل 62 کی یہ شق بھی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

نتائج البحث:

سیاست اسلام کا ایک شعبہ ہے اور اس کے ذیلی عنوانات کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے کیونکہ اسلام نے سیاست کے لیے کچھ اصول فراہم کیے ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام قانین اور معاملات طے کیے جاتے ہیں۔ سربراہ مملکت کی معزولی کا طریقہ کار کو اسلامی سیاست کی روشنی میں زیر بحث لایا گیا اور تحقیق کی گئی۔ تحقیق کے بعد مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

1. اسلام میں سیاست کے بارے میں معتدل مؤقف رکھتا ہے، سیاست نہ تو اسلام کا مقصود ہے اور نہ اس سے بالکلیہ کنارہ کشی کرتا ہے۔
2. اسلامی سیاست سے مقصود طلب حکمرانی نہیں، بلکہ اعلائے کلمتہ اللہ ہوتا ہے۔
3. سربراہ مملکت کو منتخب کرنے کے لیے شورائی نظام ہے۔
4. اسلام سربراہ مملکت کو منتخب کرنے کیے لیے شرائط و صفات مقرر کرتا ہے اور مطلوبہ صفات نہ ہونے کی وجہ سے حکمران نہیں بن سکتا۔
5. سربراہ مملکت کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر پر معزول کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ جسمانی نقص، ۲۔ عدالت کی خرابی، ۳۔ اراکین شوریٰ سے مشورہ نہ کرنا، ۴۔ سربراہ مملکت کی موت، ۵۔ سربراہ مملکت کی پالیسیاں ملک کے خلاف ہوں اور عوام اسے ناپسند کرتی ہو، ۶۔ مرتد ہونا، ۷۔ قید ہونا۔

اسلامی نظام حکومت میں سربراہ مملکت کو مندرجہ ذیل طریقوں پر معزول کیا جاتا ہے:

سربراہ مملکت کا خود مستعفی ہونا، ۲۔ جسمانی نقص کی وجہ سے سربراہ کا معزول ہو جانا۔ ۳۔ اراکین شوریٰ کا سربراہ مملکت کو معزول کر دینا۔ ۴۔ سربراہ حکومت کے خلاف مسلح خروج و بغاوت کرنا (لیکن اس کے لیے شرائط ہیں۔)

تین شرائط کے ساتھ سربراہ مملکت کے خلاف مسلح خروج اور بغاوت جائز ہے۔ وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ حکمران کا کفر بواح (ایسا کفر جس کا کفر ہونا یقینی اور قطعی ہو، یعنی واضح اور کھلا کفر) کا مرتکب ہونا ۲۔ حکمران کو ہٹانے اور نیا امیر منتخب کرنے کی طاقت و قدرت ہونا، ۳۔ حکمران کو ہٹانے میں اس سے بھی بڑے مفسدہ کا خطرہ نہ ہونا۔

6. اسلام سربارہ مملکت کی اطاعت کی بہت زیادہ تاکید کرتا ہے،اوراس کے ظلم و ستم کی صورت میں اسے پرامن طریقے سے معزول کرنے کا حکم کرتا ہے۔اور اگر پرامن طریقے سے معزولی ممکن نہ ہو تواس صورت میں اس کی اطاعت کا ہی حکم کرتا ہے تاکہ فتنہ وفساد سے بچاجاسکے اور امن قائم رہے۔
7. فاسق اور ظالم حکمران کو ہٹانے کے لیے کوئی بھی ایسا طریقہ یا راستہ اختیار کرنا جائز نہیں ہے،جس سے مسلمانوں میں تفریق اور انتشار پھیلے،اتحاد امت مسلمہ کو نقصان پہنچے،یاخون خرابہ اور فتنہ وفساد برپا ہو۔
8. اسلامی سیاست میں سربراہ مملکت بھی قانون کا پابند ہوتا ہے اور ملک کا ہر آدمی بھی اس کا احتساب کر سکتا ہے،اور عدالت کے ذریعے سے،اور شوری کے ذریعے اس کا احتساب کیا جاسکتا ہے۔
9. جمہوری اور دوسرے سیکولر نظاموں کی طرح اسلام میں سربراہ مملکت کو کوئی استثناء حاصل نہیں ہوتا۔بلکہ تمام اسلامی اور ملکی قوانین کی پاسداری اس پر بھی لازم ہوتی ہے۔
10. سربراہ مملکت کو ایک مدت کے لیے منتخب کرنا اور اس مدت کے گزرنے کے بعد اس کا خود بخود معزول ہو جانا ایک انتظامی معاملہ ہونے کی وجہ سے جائز ہو سکتا ہے،لیکن اتنی مدت طے کرنا ضروری ہوگا جس میں وہ اپنی پالیسیاں نافذ کرسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 کرامت حسین نیازی،اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور،آرٹیکل 44 (1،3)، ناشر: قومی اسمبلی پاکستان، سن طباعت 2012ء
2 ایضا،آرٹیکل 92، شق 8
3 قرطبیؒ، تفسیر قرطبیؒ، 1: 271
4 ایضا،آرٹیکل 52
5 دارقطنی، علی بن عمر بن احمد بن مہدی، سنن الدارقطنی، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان الطبعۃ: الأولی، 1424ھ، ج5، ص325
6 ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ناشر: دار الفکر بیروت لبنان، ط: اول، سن طباعت: 1422ھ، 2002م، ج:1، ص:279
7 جلال الدین سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الأشباہ والنظائر، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الأولی، 1411ھ، ج:1، ص:60
8 ابن عابدین، محمد امین آفندی، مجموعۃ رسائل ابن عابدین، ج: ، ص:1، ص:44
9 ابن نجیم ، زین الدین بن إبراہیم بن محمد، الأشباہ والنظائر، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت ، لبنان، ط: اول ، سن طباعت: 1419ھ، 1999م، ج:1، ص:79
10 ایضا، ص: 80
11 ابن قیم، محمد بن ابی بکر بن ایوب، إعلام الموقعین عن رب العالمین، الناشر: دار الکتب العلمیۃ –بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1411ھ- 1991م، ج3

،ص 126

12 اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، آرٹیکل 47، شق 8

13 اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، آرٹیکل 95، شق 4

14 سورۃ الانعام: 116

15 ابن سعد، ابو عبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1410ھ، 1990ء، ج: 3، ص: 45

16 ابو بکر بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن إبراہیم، الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار (مصنف ابن ابی شیبۃ)، الناشر: مکتبۃ الرشد الریاض، الطبعۃ: الأولی، 1409، ج: 1، ص: 358

17 اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، آرٹیکل 62

18 اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، آرٹیکل 62، 63

19 ابو بکر جصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، سن طباعت: 1405ھ، ج: 1، ص: 86

20 قاضی ابو یعلی، محمد بن حسین بن محمد، الأحکام السلطانیۃ للفراء، الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت، لبنان، الطبعۃ: الثانیۃ، 1421ھ - 2000م، ص: 20

21 علی حیدر خواجہ امین افندی، درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام، الناشر: دار الجیل، الطبعۃ: الأولی، 1411ھ - 1991م، ج: 4، ص: 406

22 ایضا، ج: 4، ص: 580

23 ابن عابدین، رد المختار علی الدر المختار، ج: 1، ص: 549

24 محمد بن إسماعیل بخاری، صحیح البخاری، ناشر: دار طوق النجاۃ، ط: الأولی، 1422ھ، ج: 9، ص: 62

25 مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، ناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت، ج: 3، ص: 1482

26 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج: 13، ص: 8

27 ماوردی، علی بن محمد بن محمد، الأحکام السلطانیۃ، الناشر: دار الحدیث - القاہرہ، ج: 1، ص: 19